جنوب کی دولت کو صرف جنوب کی دولت نہیں قومی دولت کہا جانا چاہئے تھا۔ شمال میں بھی امکانی طور پر تیل اور معدنیات کے ذخائر اور بھاری دولت موجود ہے لہٰذا سمجھوتے میں انہیں جنوب کے حصے کے فی صد تناسب کو قومی وسائل کے حوالے سے بیان کرنا چاہیے تھا۔ اس سے جنوب کے اندر قومی دولت میں حصہ حاصل کرنے سے دلچسپی پیدا ہوتی اور یوں اتحاد کی حوصلہ افزائی ہوتی۔''

دارفور کے حوالے سے اس انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ ''نیشنل کانگریس پارٹی جیسے ہی دارفور کے حقائق پر توجہ دے گی، ہر چیز ٹھیک ہو جائے گی۔ میں اس بات کو یوں کہتا ہوں کہ دارفور میں ہمیں جو کچھ درکار ہے، کسی کمی بیشی اور دھوکے فریب کے بغیر وہ یہ ہے: اولاً ہم چاہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کی فوجیں جنگ بندی کی نگرانی اور شہری و انسانی امدادی تنظیموں کی حفاظت کریں۔ یہ ایک بہت ضروری کام ہے۔ دوسرے یہ کہ دارفور کی اعلیٰ سطحی انتظامیہ کی مکمل تبدیلی عمل میں لائی جانی چاہیے کیونکہ موجودہ انتظامیہ کے ذمہ داران یا تو دارفور میں جاری مظالم میں شریک رہے ہیں یا ان کی پردہ پوشی کرتے ہیں، اعتماد کی بحالی کے عمل کو بہتر بنانے کے لیے یہ ایک ناگزیر اقدام ہے۔ تیسرے یہ کہ مظلوموں کے زخموں پر مرہم رکھنے اور ظالموں کو سزا دینے کے حوالے سے ہمیں ایک واضح یقین دہانی کی ضرورت ہے۔ اس چیز کی اہمیت بالکل نمایاں ہے۔ چوتھے یہ کہ ہمیں اس بارے میں ایک واضح یقین دہانی کی ضرورت ہے کہ دارفور کے لوگ اقتدار اور وسائل میں اپنی آبادی کے تناسب سے حصہ پانے کے حق دار ہوں گے۔ اس سمجھوتے کی صرف باغیوں سے نہیں بلکہ دارفوریوں کے تمام قبائل، سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹیوں کی جانب سے بھی منظوری کی ہمیں ضرورت ہے۔ اس کے بعد یہ سب کچھ ایک نیشنل فورم میں اصلاح و بہتری اور منظوری کے لیے پیش کیا جانا ہوگا تاکہ یہ نیشنل کانگریس پارٹی کی جانب سے ایک تحفہ نہ سمجھا جائے۔ دارفور پر کسی سمجھوتے کو جواز و اعتبار عطا کرنے کے لیے یہ اقدامات ہیں جنہیں لازماً عمل میں لایا جانا چاہیے۔ ہمارے تمام پڑوسیوں اور بین الاقوامی برادری کو، اقوام متحدہ کی نگرانی میں، مبصر کی حیثیت سے اس سمجھوتے کا حصہ ہونا چاہیے۔''

صادق المہدی نے بھی منصفانہ اور آزادانہ انتخابات پر زور دیا اور اس توقع کا اظہار کیا کہ لائق افرادی قوت اور عظیم الشان وسائل رکھنے والا سوڈان اپنے مسائل پر قابو پالے گا[1]۔

---

[1] بحوالہ: http://www.sudantribune.com/spip.php?article23278

طویل آمرانہ ادوار۔ مسائل کا بنیادی سبب

سوڈان کے حالات اور دارفور کے تنازع کے بارے میں مختلف فریقوں کا جو موقف اب تک پیش کیا گیا ہے، اس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ مسائل کا اصل سبب آمریتوں کے طویل ادوار ہیں۔ عوام کو اختیارات اور فیصلوں میں شریک نہ کیے جانے کا نتیجہ ملک کے مختلف حصوں میں احساس محرومی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ مرکز کے خلاف ردعمل نے جنوبی سوڈان کے بعد دارفور میں بغاوت کی شکل اختیار کرلی ہے، جبکہ جنوبی سوڈان میں بائیس برس کی دوسری خانہ جنگی کے بعد امن ایک ایسے سمجھوتے کے ذریعے قائم ہوا ہے جس نے جنوب کی علیحدگی کی راہ ہموار کردی ہے۔ قوموں کے باہمی اختلافات سے ان کے دشمن ہمیشہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور سوڈان میں بھی یہی کچھ ہورہا ہے۔ عالم اسلام کے باہمی اختلافات کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کرنے کے بہت سوچے سمجھے منصوبے امریکا اور اسرائیل نے تیار کر رکھے ہیں۔ مثلاً امریکا کے معروف تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن (RAND Corporation) نے عراق پر حملے کے بعد امریکی فضائیہ کے کہنے پر ''مسلم دنیا۔ نائن الیون کے بعد'' (The Muslim World, after 9/11) کے عنوان سے ایک تحقیقی رپورٹ تیار کی۔ اس کا خلاصہ ''نائن الیون کے بعد مسلم دنیا میں امریکی حکمت عملی'' (US strategy in the Muslim World after 9/11) کے عنوان سے 2004ء میں جاری کیا گیا۔ اس رپورٹ میں امریکی حکومت کو مشورہ دیا گیا ہے کہ ''عالم اسلام میں امریکی پالیسی کے اہداف کے حصول کے لیے شیعہ سنی اور عرب غیر عرب اختلافات کو استعمال کیا جانا چاہیے۔'' معروف امریکی تجزیہ کار مائک وٹنی کے مطابق اس تحقیقی مطالعے کا بنیادی مقصد '''مسلمانوں میں فرقہ وارانہ، نسلی، علاقائی اور قومی سطحوں پر پائے جانے والے کلیدی اختلافات اور تنازعات کا تعین کرنا اور یہ اندازہ لگانا تھا کہ یہ اختلافات امریکا کو اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے کیا مواقع فراہم کرتے ہیں[1]۔''

سوڈان کے معاملات خصوصاً دارفور کی صورت حال میں امریکا کے علاوہ اسرائیل کی دلچسپی کے کچھ

۱۔ بحوالہ: http://www.dissidentvoice.org/Feb05/Whitney0214-2.htm

اہم شواہد پچھلے صفحات میں پیش کیے گئے ہیں۔ اس حوالے سے مصر کے ممتاز اخبار الاہرام کے ہفتہ وار انگریزی میگزین Al-Ahram,Weekly,online کے ۵ سے ۱۱ نومبر ۲۰۰۹ء کے شمارے میں معروف تجزیہ کار Galal Nassar نے سوڈان کی سلامتی کو لاحق خطرات پر Threats to unity in Sudan کے عنوان سے روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ

''اسرائیل کے وزیر امور سلامتی Avi Dichter نے ۴ ستمبر ۲۰۰۸ء کو اسرائیلی سیکوریٹی انسٹی ٹیوٹ Israeli Security Institute میں لیکچر دیتے ہوئے جو اظہار خیال کیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ بن گوریان کے دور سے اسرائیل اپنی سلامتی کے نقطہ نظر سے سوڈان اور عراق کو اس جغرافیائی حصار کے جزو کی حیثیت سے دیکھتا ہے جس نے صہیونی ریاست کو گھیر رکھا ہے۔ اس لیے اسرائیل نے بڑی مدت سے سوڈان اور عراق میں علاقائی پٹھوؤں یا بین الاقوامی اتحادیوں کے توسط سے مداخلت کرنا طے کر رکھا تھا۔ اپنے لیکچر میں اسرائیلی وزیر نے کہا کہ اسرائیل کے اتحادیوں نے سوڈان کے جنوب میں اچھی کارکردگی دکھائی ہے اور اسی طرح سوڈان کے مغربی اور مشرقی حصوں میں بھی۔ سوڈان کو غیر مستحکم کرنا اسرائیل کے لیے ایک تزویری ہدف ہے کیونکہ ایک مستحکم اور مضبوط سوڈان عربوں اور ان کی قومی سلامتی کو تقویت دے گا۔ سوڈان کی بے انتہا مادّی وسائل، انسانی صلاحیتوں، اسٹرے ٹیجک پوزیشن اور عرب۔ اسرائیل تنازع میں اس کے کردار کو نگاہ میں رکھتے ہوئے Dichter نے کہا کہ سوڈان مصر اور سعودی عرب سے بھی بڑھ کر ایک علاقائی طاقت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس نے مزید کہا کہ اسرائیل اور اس کے تمام اتحادیوں نے ۲۰۰۳ء میں امریکا کی قیادت میں قبضہ کر کے عراق کے عرب اتحاد رول کو تباہ کر دیا ہے جبکہ سوڈان کے کردار کے خاتمے کا مقصد دارفور میں جاری بحران رکھ کر حاصل کیا جا سکتا ہے[۱]۔''

پاکستان کے ممتاز جریدے ماہنامہ ترجمان القرآن کے مارچ ۲۰۰۹ء کے شمارے میں عالم اسلام کے امور کے ماہر عبدالغفار عزیز نے اسرائیلی وزیر کے اس لیکچر کے بارے میں مزید معلومات فراہم کی ہیں۔ ''سوڈان کے خلاف صہیونی عزائم'' کے عنوان سے اپنے تجزیے میں اسرائیلی اخبارات کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ Avi Dicter بغیر کسی لاگ لپیٹ کے واضح طور پر کہتا ہے کہ:

۱۔ بحوالہ: http://weekly.ahram.org.eg/2009/971/focus.htm